www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterm

گزارنے کے لیے پیدا کی گئی۔ جو مانوس ہو اور ایک دوسرے سے جان پہچان رکھتی ہو۔ اس لحاظ سے اس کی ضد وحشی ہو گی۔ (مف)

۴۔ اور ابن الفارس نے یہ دونوں چیزیں پیش کر دی ہیں۔ (۱) ظاہر ہونا (۲) ہر وُہ شے جو جنگلی اور وحشی طور طریقہ سے مختلف ہو۔ (م ل)

اِنس اسم جنس ہے یعنی انس سے مراد ایک شخص بھی ہو سکتا ہے اور تمام بنی نوع انسان بھی۔ یہی کیفیت لفظ انسان کی بھی ہے لیکن یہ لفظ بول کر عموماً تمام بنی نوع انسان ہی مراد لی جاتی ہے۔ اس کا واحد اِنسِیّ ہے۔ قرآن میں ہے:

فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا۔	پھر (اے مریم) اگر تجھے کوئی آدمی دیکھ پائے تو کہدے کہ میں نے اللہ کے لیے روزہ کی منت مانی تھی۔ سو آج میں کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔

اور اس کی جمع ناس، اناس اور اناسی آتی ہے۔

ناس کے لفظ میں عمومیت پائی جاتی ہے۔ اگر یاایھا الناس کہا جائے تو اس سے مراد موجودہ دور یعنی حال اور مستقبل کے سب انسان مخاطب ہوتے ہیں۔

ارشاد باری ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ (۲/۲۱)	اے لوگو! اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

۱۔ اُناس: انسانوں کے ایسے گروہ کو کہا جاتا ہے جو تقسیم کار یا قبیلہ یا کسی دوسری وجہ سے دوسرے سے مختلف ہو۔ جیسے فرمایا:

قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ (۲/۶۰)	ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ (پینے کی جگہ) پہچان لیا۔

اور اَناسِیّ: انسانوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو کہا جاتا ہے جیسے:

خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا (۲۵/۴۹)	ہم نے چوپائے اور بیشمار انسان پیدا کیے۔

۲۔ آدم: کا مادہ ادم ہے جس کے بنیادی معنی "موافقت اور ملائمت" کے ہیں (م ل) اور ادام ہر موافق اور ملائم چیز کو کہتے ہیں (منجد) اور اس پر دلیل حضور اکرمؐ کا وُہ ارشاد ہے جو آپؐ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو ایک عورت کو پیغام نکاح کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:

لَوْ نَظَرْتَ اِلَيْهَا، فَاِنَّهٗ اَحْرٰى اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمَا۔ (ترمذی، نسائی)	اگر تو اسے (اپنی منگیتر کو) ایک نظر دیکھ لے تو اس سے تمہارے درمیان الفت اور خوشگواری پیدا ہونے کا زیادہ امکان ہے!

اس توجیہ کے علاوہ اور بھی کئی توجیہات بیان کی جاتی ہیں لیکن راجح یہی مذکورہ توجیہ ہے کیونکہ اس کی تائید حدیث سے بھی ہو جاتی ہے۔

آدم: ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کا نام ہے۔ تاہم افرادِ جنس پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہو سکتا ہے (منجد)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماحصل: (۱) کلمہ: گفتگو کے لیے عام لفظ۔ عموماً مختصر اور فوری گفتگو کے لیے۔
(۲) حاور: سوال و جواب کے طرز پر گفتگو جو سوچ سمجھ کر کی جائے اور طویل ہو۔
(۳) خاطَبَ: یہ عموماً یکطرفہ بات ہوتی ہے۔ یا جس کا جواب مخاطب دینا پسند کرے یا ضروری سمجھے تو دے دے۔
نیز دیکھیے — "بولنا" —

۵ — بادشاہی

کے لیے سُلطَان اور مُلْك اور مَلَكُوت کے الفاظ قرآن میں آئے ہیں۔

۱۔ سُلطَان: کا لفظ تین معنوں میں آتا ہے (۱) بمعنی دلیل جو سند یا دستاویز کی حیثیت رکھتی ہو۔ اتھارٹی۔ ان معنوں میں یہ لفظ قرآن کریم میں اکثر آیا ہے۔ (۲) سلطنت یا بادشاہی۔ اس معنی میں صرف ایک مقام پر آیا ہے اور (۳) بمعنی بادشاہ (ج سلاطین) ان معنوں میں یہ لفظ قرآن میں نہیں آیا اور سلطان کا معنی بادشاہ۔ لغت کے اعتبار سے نہیں بلکہ یہ کنائی معنی ہے۔

جب یہ لفظ سلطنت یا بادشاہی کے معنوں میں آئے تو اس سے مراد وہ علاقہ ہے جو کسی شخص یا ادارہ یا سلطان کے زیر نگیں ہو اور اس پر اس کا تسلط ہو۔ قرآن میں ہے، کافر قیامت کے دن کہیگا:

مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ۔ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطَانِيَهْ ($\frac{69}{28-29}$) آج میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا (ہائے) میری سلطنت بھی میرے پاس نہ رہی۔

۲۔ مُلْك: مُلْك کا لفظ سلطنت سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ زمین کا کوئی خاص علاقہ جو چند ایک قدرتی حدود سے محدود ہو وہ بھی ملک ہے اور تمام روئے زمین بھی ملک ہے۔ ارشاد باری ہے،

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ ($\frac{3}{26}$) کہو اے اللہ! (تمام) ملک کے مالک تو جسے چاہے بادشاہی بخشتا ہے۔

اس آیت میں پہلا ملک تمام روئے زمین کے معنوں میں اور دوسرا ایک مخصوص رقبہ کے معنوں میں آیا ہے۔

اور مُلْك کے معنی ملکیت، بادشاہی اور قبضہ اور مَلِك بمعنی بادشاہ اور جمع دونوں کی اَمْلَاك اور مُلُوك آتی ہے (منجد) اور مَلَكُوت کا لفظ ملک سے بھی زیادہ وسیع مفہوم میں آتا ہے۔ یعنی زمین و آسمان یا کائنات کی بادشاہی۔ قرآن میں ہے،

(۱) وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ($\frac{2}{102}$) اور وہ ان ہزلیات کے پیچھے لگ گئے جو حضرت سلیمانؑ کی بادشاہی کے وقت شیاطین پڑھا کرتے تھے۔

(۲) فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ($\frac{36}{83}$) وہ (ذات) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے۔ اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

ماحصل: جب اقتدار اور شان و شوکت کا اظہار مقصود ہو تو سُلطَان اور جب رقبہ کی وسعت کا اظہار مقصود ہو تو مُلْك کا لفظ آئے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ (۲/۶۰) — اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے (خدا سے) پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو۔

۲۔ اِسْتِغَاثَ : غَیْثٌ اس بارش کو کہتے ہیں جو ضرورت کے وقت ہو اور ضرورت کے مطابق ہو (نہ کم نہ زیادہ) (ف ل ۲۵۸-م ل) اور غیث اس گھاس اور نباتات کو بھی کہتے ہیں جو اس بارش سے اُگے۔ (منجد-م-ق) اور غاث اللہ البلاد بمعنی اللہ تعالےٰ نے ملک پر بارش برسائی۔ (منجد) اور استغاث بمعنی ایسی ہی بارش کے لیے فریاد کرنا یا فریاد کے طور پر پانی مانگنا۔ ارشادِ باری ہے:

وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ (۱۸/۲۹) — اگر وہ پانی کے لیے فریاد کریں گے تو پگھلے ہوئے تانبے جیسا کھولتا پانی دیا جائے گا۔

ماحصل: (۱) اِسْتَسْقٰى : پینے کو پانی مانگنا۔ (۲) اِسْتِغَاث : پانی مانگنے کے لیے فریاد یا التجا کرنا

۸۔ پاؤں (پیر)

کے لیے دو الفاظ ہیں، رِجْلٌ اور قَدَمٌ۔

۱۔ رِجْلٌ : پنڈلی کے نیچے سے لے کر پاؤں کی انگلیوں تک معروف عضوِ بدن (مف) اور اس کی جمع اَرْجُلٌ آتی ہے۔ (۵/۶) ارشادِ باری ہے:

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ (۳۸/۴۲) — (ہم نے ایوبؑ سے کہا) کہ زمین پر لات مارو (دیکھو) یہ (چشمہ نکل آیا) نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو (شیریں)

اور رَجُلٌ بمعنی مرد کی جمع رِجَالٌ آتی ہے۔ اور اگر رِجَالًا بطور صفت ہو تو اس کے معنی پیادہ پا اور اس کی ضد رُكْبَانًا (بمعنی سوار) آتی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا (۲/۲۳۹) — اگر تم خوف کی حالت میں ہو تو پیادے یا سوار (جس حال میں ہو نماز ادا کرلو)

۲۔ قَدَمٌ : چلتے وقت پچھلے پاؤں اور اگلے پاؤں کے درمیانی فاصلہ کو قدم کہتے ہیں۔ اور اس کی جمع اقدام آتی ہے (مف) اور انگریزی میں رِجل اور قدم دونوں کے لیے لفظ (FOOT) آتا ہے اور فٹ ۱۲ انچ کی لمبائی کا پیمانہ بھی ہے۔ لہٰذا جدید عربی میں اس لمبائی کے پیمانہ کو بھی قدم کہتے ہیں۔ چالیس فٹ کی لمبائی کا عربی ترجمہ ہے اربعین اقدام (قاموس الجدید) اور قَدَمَ بطور فعل استعمال ہو تو اس کے معنی آگے بڑھنا اور آگے چلنا کے ہوں گے۔ اور قدم بطور اسم رجل یعنی پاؤں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ گویا رِجل اور قدم میں بالکل ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ عَین اور بصر میں ہے جس کی تفصیل "آنکھ" میں گزر چکی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ قَرَّ: کسی جگہ قرار پکڑنا (منجد) جم کر ٹھہرنا۔ ارشادِ باری ہے:

وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَانَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى (۲۲/۵) — اور ہم جس کو چاہتے ہیں ایک مقررہ میعاد تک پیٹ میں ٹھہرائے رکھتے ہیں۔

۶۔ وقف، بے حس و حرکت کھڑا ہونا (م۔ ق) کسی کام کے کرتے کرتے تھوڑی دیر کے لیے ٹھہرنا۔ (موقف سیّارات بس سٹینڈ کو کہتے ہیں) یا ایسا ٹھہراؤ جس کے بعد پہلی سی حرکت یا کام متوقع ہو۔ اور یہ لفظ لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

(۱) لازم: وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ (۶/۳۰) — اور کاش تم ان کو (اس وقت) دیکھو جب وہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے۔

(۲) متعدی (بمعنی ٹھہرانا): وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ (۳۷/۲۴) — اور ان کو ٹھہرائے رکھو کہ ان سے (کچھ) پوچھنا ہے۔

ماحصل: (۱) سکن: حرکت کے بعد ٹھہرنا۔

(۲) رَكَدَ: کسی حرکت کرتی ہوئی چیز کا اپنے سہارے قائم و ثابت ہو کر ٹھہر جانا۔

(۳) جَمَدَ: جم جانا۔ بیجان اشیاء کا مستقل ٹھہراؤ۔

(۴) رَهْوًا: سطحِ آب کا پرسکون ہونا۔ یا دو برقرار چیزوں کے درمیان کھلی جگہ۔

(۵) قَرَّ: کسی چیز کا کسی جگہ قرار پکڑنا۔ کچھ مدت کے لیے ٹھہرے رہنا۔

(۶) وقف: دورانِ کار ٹھہرنا۔

۵۔ ٹھہرنا — (آباد ہونا)

کے لیے لَبِثَ[1]، مَكَثَ[2]، عَكَفَ[3] کے الفاظ آئے ہیں۔ نیز دیکھیے "آباد ہونا"

۱۔ لَبِثَ، بمعنی کسی جگہ جم کر ٹھہرنا اور مستقل قیام کرنا (مف) ارشادِ باری ہے:

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا (۱۸/۲۵) — پس وہ (اصحاب کہف) اپنے غار میں نو اُوپر تین سو سال رہے (جالندھری)

۲۔ مَكَثَ: کسی چیز کی انتظار میں ٹھہرنا (مف۔ م ل) قرآن میں ہے:

فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا (۲۰/۱۰) — موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا۔ آپ ٹھہریں۔ میں نے آگ دیکھی ہے۔

دوسرے مقام پر ہے:

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ (۲۷/۲۲) — ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی۔

اور تیسرے مقام پر ہے:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ — اور قرآن کو ہم نے جزو جزو کر کے (نازل کیا ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غلول بمعنی خیانت کرنا بند کرنا۔ اور بخل کرنا سب معنوں میں آتا ہے (منجد) گویا غَلّ میں خیانت کے علاوہ چوری کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے یا اس خیانت کا ذریعہ چوری ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (۳/۱۶۱)

اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر خدا خیانت کریں اور قیامت کے دن ان خیانت کرنے والوں کو خیانت کی ہوئی چیز (خدا کے روبرو) لا کر حاضر کرنا ہوگی۔ (جالندھری) اور نبی کا کام نہیں کہ چھپائے رکھے پھر جو کوئی چھپا دے گا وہ لائے گا اپنی چھپائی چیز دن قیامت کے (عثمانیؒ)

ماحصل: خان عہد کی غداری اور امانت کو حیلے بہانے سے ہضم کرنا جبکہ غَلّ میں خیانت کی وجہ چوری ہوتی ہے۔

۲۱۔ خیمہ۔ سائبان

کے لیے خِیَام، ظُلَّةٌ اور سُرَادِقٌ (سرادق) کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ خِیام (خیمہ کی جمع) خیمہ معروف لفظ ہے۔ دھوپ اور بارش سے بچاؤ کے لیے موٹے کپڑے یا ٹاٹ کے بنائے ہوئے سائبان جن کے اوپر عموماً چھت نہیں ہوتے بلکہ ڈھلوان ہوتے ہیں۔ اور صاحب منجد کے نزدیک ہر وہ پردہ دار گھر جو اینٹ پتھر اور مٹی سے نہ بنا ہو۔ اور خیمہ اونٹ کی عماری اور ہودے کو بھی کہتے ہیں (منجد) قرآن میں ہے:

حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ (۵۵/۷۲) جو خیموں میں رُکی رہتی ہیں۔

۲۔ ظُلَّةٌ: ایسا سائبان ہے جس کی چھت ہی چھت ہو دیواریں نہ ہوں۔ ظُلَّةٌ چھتری کو بھی کہتے ہیں اور ظلیل سایہ دار درخت کو (منجد) اور ظِلّ بمعنی سایہ (ج ظلال) اور ظِلًّا ظَلِيلًا بمعنی لمبے اور گھنے سایے۔ ارشاد باری ہے:

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ (۷/۱۷۰) اور جب ہم نے پہاڑ کو ان کے اوپر اُٹھا دیا کہ وہ گویا سائبان کی طرح تھا۔

۳۔ سُرَادِق: سردق کی جمع اور فارسی سے معرّب ہے۔ ایسا شامیانہ جس کی صرف دیواریں ہوں۔ قناتیں جیسے بیاہ شادیوں کے موقعہ پر استعمال کیے جاتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا (۱۸/۲۹) ہم نے ظالموں کے لیے دوزخ تیار کر رکھا ہے جسے قناتیں گھیرے ہوئے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَامًا (۲۹/۱۴) رہے۔

میں سے ساڑھے نو سو سال جو حضرت نوحؑ کے قوم سے مخالفت اور تکلیف میں گزرے، انہیں لفظ سنین سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور نبوّت سے پیشتر کے پچاس سال کو، جن میں کچھ جھگڑا اور پریشانی نہ تھی، لفظ عام سے۔

تقویم یا وقت اور زمانہ کا حساب رکھنے کے لیے سنۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس سے اس بات کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ خوشحالی کے ایام تنگی ترشی اور پریشانی سے بالعموم کم ہی ہوا کرتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۤءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ (۵/۱۰)

وُہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں، تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب معلوم کرسکو۔

۳۔ حَوْل: حَالَ بمعنی ایک حالت سے دوسری حالت بدلنا (حَال ج حَالَات) حالات الدهر بمعنی گردش ہائے ایام۔ انقلاباتِ زمانہ۔ اور حال الحول بمعنی سال کا عرصہ گزر جانا (منجد) اور حَوْل بمعنی سال کا پورا چکر یعنی کسی سال کی ایک معینہ تاریخ سے لے کر اگلے سال کی اسی تاریخ کا عرصہ حَوْل ہے۔ زکوٰۃ بھی حَوْل کے حساب سے ادا کی جاتی ہے۔ اور رضاعت اور طلاق میں بھی حَوْل ہی کا حساب رکھا جاتا ہے۔ قرآن میں ہے:

وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ (۲/۲۴۰)

وُہ (متوفی شوہر) اپنی عورتوں کے حق میں وصیت کر جائیں کہ ان کو ایک سال تک خرچ دیا جائے اور گھر سے نہ نکالی جائیں۔

www.KitaboSunnat.com

۴۔ حِجَج: (واحد حِجَّة) حَجَّ بمعنی بار بار آنا جانا۔ بکثرت آمد و رفت رکھنا (منجد) حِجَّة، حَجّ سے اسم مرّہ ہے۔ اور چونکہ حج سال میں ایک بار ہوتا ہے لہٰذا سال کو حج کہہ دیا جاتا ہے (م۔ ل۔ م۔ ق) قرونِ اولیٰ میں باقاعدہ کیلنڈر اور ایام، ماہ و سال کا حساب تو ہوتا نہیں تھا۔ لہٰذا عام لوگ حجوں کے حساب سے ہی سالوں کی گنتی کر لیا کرتے تھے۔ قرآن میں ہے:

اِنِّىْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَىَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِىْ ثَمٰنِىَ حِجَجٍ ۔ (۲۸/۲۷)

میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے کسی ایک کا تجھ سے نکاح کر دوں، بشرطیکہ تم میرے پاس آٹھ سال کام کرو۔

ماحصل: (۱) عَام: خیر و عافیت کا سال۔

(۲) سَنَة: خشک سالی اور قحط سالی کا سال۔

(۳) حَوْل: کسی معینہ تاریخ سے سال کا پورا چکر۔ قمری حساب سے۔

(۴) حِجَج: سال گننے کا موٹا موٹا طریق۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ اِحۡتَنَكَ: حَنَكٌ بمعنی تالو۔ اور اِحۡتَنَكَ الۡفَرَسَ بمعنی گھوڑے کے منہ پر رسی یا لگام دینا۔ اور اَلۡحُنُكُ اس آدمی کو بھی کہتے ہیں جسے زمانہ نے تجربہ کار بنا دیا ہو (منجد) گویا احتنک کے معنی کسی پر عقل و تجربہ سے قابو پانا ہے۔ قرآن میں ہے:

لَئِنۡ اَخَّرۡتَنِ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ لَاَحۡتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيۡلًا (۱۷/۶۲) (شیطان نے خدا سے کہا) اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دے تو میں تھوڑے شخصوں کے سوا اس (آدم) کی اولاد کو لگام چڑھا دوں گا۔ (عثمانیؒ)

ماحصل: (۱) قَدَرَ عَلٰى: قدرت رکھنا۔ قابو پانا۔ یہ استعمال میں عام ہے۔

(۲) اَقۡرَنَ: ساتھ والی چیز پر قابو پانے کی طاقت رکھنا۔

(۳) اِسۡتَحۡوَذَ: زبردستی اور سختی سے قابو پانا۔

(۴) اِحۡتَنَكَ: عقل اور تدبیر سے قابو پالینا۔

۲۔ قافلہ

کے لیے سَيَّارَة، عِيۡر اور رَكۡب کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ سَيَّارَة: سَارَ بمعنی چلنا پھرنا۔ اور سَيَّارَة بمعنی ہر چلنے پھرنے والی یا گھومنے والی چیز جو مسلسل چلتی رہے یا بہت چلے (مبالغہ کا صیغہ ہے) اجرام فلکی کو بھی سَيَّارَات کہتے ہیں۔ اور عام اصطلاح میں سَيَّارَة سے مراد ایک ساتھ چلنے والی جماعت یا ہمسفر لوگ ہیں۔ قافلہ (مف) قرآن میں ہے:

وَجَآءَتۡ سَيَّارَةٌ فَاَرۡسَلُوۡا وَارِدَهُمۡ فَاَدۡلٰى دَلۡوَهٗ (۱۲/۱۹) اور ایک قافلہ آیا۔ انہوں نے اپنے پانی لانے والے کو بھیجا جس نے اپنا ڈول (کنویں میں) لٹکایا۔

۲۔ عِيۡر: ہر وہ قافلہ جو غلہ بردار ہو۔ غذائی سامان لے جانے والے اونٹ اور لوگ سب اس میں شامل ہیں (مف) اور صاحب فقہ اللغہ کے نزدیک خواہ یہ قافلہ اونٹوں، گھوڑوں اور گدھوں پر مشتمل ہو (فل ۱۶) نیز قبیلہ حمیری کے قافلہ کو بھی عِيۡر کہتے ہیں (م۔ق) قرآن میں ہے:

ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الۡعِيۡرُ اِنَّكُمۡ لَسٰرِقُوۡنَ (۱۲/۷۰) پھر ایک پکارنے والے نے آواز دی، اے قافلہ والو! تم تو چور ہو۔

۳۔ رَكۡب: رَكِبَ بمعنی سوار ہونا اور رِكَاب بمعنی سواری۔ اور رَاكِب بمعنی سوار۔ مگر عرف میں رَاكِب کا لفظ شتر سوار کے لیے مخصوص ہو چکا ہے (مف) اور رَاكِب کی جمع رَكۡب، رُكۡبَان اور رُكُوۡب آتی ہے (منجد) اور رَكۡب بمعنی گھڑ سوار یا اونٹ سوار قافلہ۔ ارشاد باری ہے:

اِذۡ اَنۡتُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الۡقُصۡوٰى وَالرَّكۡبُ جب تم (مدینے سے) قریب کے ناکے پر تھے اور کافر پرلے ناکے پر اور قافلہ تم سے نیچے (اتر گیا)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے۔

۳۔ إِمَامٌ مُّبِيْن: چنانچہ ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَٰهُ فِيٓ إِمَامٍ مُّبِينٍ۔ (۳۶/۱۲) — اور ہم نے امام مبین (لوح محفوظ) میں ہر چیز کا ریکارڈ رکھا ہوا ہے۔

۴۔ كِتَابٌ مَّكْنُوْن: نیز فرمایا:

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ۔ (۵۶/۷۸) — یہ بڑے رتبے کا قرآن ہے جو کتاب محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مندرجات کا اللہ کے سوا کسی کو، حتیٰ کہ جبرئیل تک کو بھی علم نہیں جو انبیاء تک وحی پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔

ماحصل: لوح محفوظ سے مراد وہ تختی یا کتاب ہے جو ہر طرح کی دستبرد سے محفوظ ہے۔ وہ ام الکتاب اس لحاظ سے ہے کہ تمام احکام و فرامین اور کلماتِ الٰہی کا مصدر ہے۔ اور امام مبین اس لحاظ سے ہے کہ اس میں سب کچھ پہلے سے ہی لکھ رکھا گیا ہے۔ اور مکنون اس لحاظ سے ہے کہ اس کے مندرجات کی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خبر تک نہیں۔

۱۵۔ لونڈی — غلام

کے لیے عَبْدٌ، اَمَةٌ (امو)، رَقَبَةٌ اور مِلْكُ يَمِيْن کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ عَبْدٌ: بمعنی بندہ۔ غلام۔ عبودیّت بمعنی ذلت اور انکسار کا اظہار کرنا۔ اور عبادۃ کا لفظ عبودیّت سے زیادہ ابلغ ہے بمعنی انتہائی ذلت اور انکساری کا اظہار کرنا۔ اور عبادت صرف خدا کے لیے سزاوار ہے۔ گو تسخیری طور پر ساری مخلوق ہی اللہ کی عبد ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ اس بندے کو عَبْد قرار دیتے ہیں جو اپنے اختیار سے اس کا مخلص بندہ بن جائے۔ اور یہ اختیار صرف انسان اور جن کو ہے۔ عَبْد کی جمع عِبَاد بھی آتی ہے اور عَبِيْد بھی۔ اور عَبْد کا دوسرا معنی کسی چیز کا بھی غلام بن جانا ہے۔ اس کا معنوی طور پر بھی استعمال ہوتا ہے جیسے عبدالدرہم اور عبدالدینار بمعنی مال و دولت کا غلام یا پرستار یا عبدالطاغوت اور عَبْد بمعنی کسی شخص کا غلام بھی ہے (ضد حُر) خواہ یہ زرِ خرید ہو یا ورثہ میں ملا ہو یا غنیمت میں ہاتھ لگا ہو۔ اور عَبَّدَ بمعنی کسی دوسرے شخص کو غلام بنا لینا (۲۶/۲۲) ارشادِ باری ہے:

اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى (۲/۱۷۸) — آزاد کے بدلے آزاد (مارا جائیگا) غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔

۲۔ اَمَة: عَبْد کا مونث۔ بمعنی لونڈی۔ یہ لفظ بھی ان سب معنوں میں استعمال ہوتا ہے جن معنوں میں عبد کا ہوتا ہے۔ اور امۃ کی جمع اِمَاء ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ (۲۴/۳۲) — اور تم بیوہ عورتوں یا رنڈے مردوں کے نکاح کر دیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گاڑھا بادل۔ ارشادِ باری ہے:

وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا۔ (۸/۳۷) پھر اللہ تعالیٰ ان ناپاک لوگوں کو ایک دوسرے کے اُوپر ڈھیر کر دے گا۔

۴۔ لُبَد: لِبْد اور لبدة بمعنی تہ جمائے ہوئے بال۔ یا اُون۔ اُون کا نمدہ۔ اور مَالٌ لُبَدٌ بمعنی بہت مال۔ اور لَبَّدَ شَعْرَهُ بمعنی بالوں کو گوند وغیرہ سے چپکا کر نمدہ نما کرنا۔ اور لبد الشیء بمعنی کسی چیز کا نمدہ کی طرح ہونا (منجد) یعنی کسی بکھری ہوئی چیز کو اکٹھا اور گنجان بنانا۔ ارشادِ باری ہے:

يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا (۹۰/۶) انسان کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال برباد کر دیا۔

اور جب اس کی نسبت ذوی العقول کی طرف ہو تو اس کا معنی ہوگا۔ یوں ہجوم کرنا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ رہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا (۷۲/۱۹) اور جب خدا کے بندے (محمدؐ) اس کی عبادت کو کھڑے ہوئے تو کافر اُن کے گرد ہجوم کرنے کے درپے ہوگئے

۵۔ رَغَدَ: صرف رزق یا طعام کے لیے آتا ہے۔ بافراغت کھانا کھانا یا بافراغت روزی ملنا۔ (م۔ل) ارشادِ باری ہے:

وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا (۲/۳۵) (اے آدم و حوا) تم جہاں سے چاہو۔ جنت کے پھلوں سے خوب سیر ہو کر کھاؤ۔

۶۔ غَدَق: بمعنی پانی کا کثیر مقدار میں اور نعمت والا برسنا (م۔ل) ارشادِ باری ہے:

وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُم مَّاءً غَدَقًا (۷۲/۱۶) اگر وہ راہِ راست پر ثابت قدم رہتے تو ہم انھیں وافر پانی پلاتے۔

۷۔ ثَجَّاج: ثَجَّ بمعنی پانی کا زور سے برسنا اور بہنا (مف) اور ثَجَّاج بمعنی پانی کا ریلا (م۔ق) ارشادِ باری ہے:

وَأَنزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا۔ (۷۸/۱۴) اور ہم نے نچڑنے والے بادلوں سے موسلا دھار مینہ برسایا۔

۸۔ مَوْفُور: وفر کسی چیز کے اتمام اور کثرت کے لیے آتا ہے (م۔ل) اور وَفَّرَ بمعنی پورا کرنا۔ زیادہ کرنا (منجد) اور وَفَرَ جَزَاءَهُ بمعنی اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا اور کچھ زیادہ بھی دیا (مف) ارشادِ باری ہے:

قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا۔ (۱۷/۶۳) اللہ تعالیٰ نے (ابلیس سے) کہا۔ چلا جا۔ جو شخص ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے (اور وہ) پوری سزا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بل یا سرنگ - اور نفق الیربوع بمعنی چوہے کا اپنے سوراخ میں داخل ہونا بھی اور دوسرے راستہ سے نکل جانا بھی (منجد) قرآن میں یہ لفظ اضداد کی صورت میں تو استعمال نہیں ہوا، البتہ نفق سرنگ کے معنوں میں آیا ہے - اور نافق بمعنی ایمان کی بات ایک راستے سے داخل کرنا اور دوسرے سے نکال دینا - اور انفق بمعنی مال خرچ کرتے رہنا. کہ ایک راستے سے آتا جائے اور دُوسرے راستے پر (اللہ کی ہدایات کے مطابق) خرچ ہوتا جائے۔

۲۲- وَعَدَ : وَعَدَ سے وَعْدَۃً بمعنی کسی کو کسی اچھی بات کی امید دلانا (مف) بھی آتا ہے - اور وَعید بمعنی دھمکی دینا اور ڈرانا بھی - اور اس کی مثالیں قرآنِ کریم میں بکثرت موجود ہیں - اور اَوْعَدَ کا لفظ ان معنوں میں خاص ہے - ارشاد باری ہے:

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ (۸۶/۷) اور ہر راستے پر لوگوں کو ڈرانے کے لیے مت بیٹھا کرو۔

۲۳- وَرَاء : بمعنی آگے یا پیچھے - ظرف زمان و مکان دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے (تفصیل کے لیے دیکھیے "پیچھے")

۲۴- هجد : هجد (هجود) بمعنی رات کو سونا یا جاگنا - اور هَجَّدَ بمعنی نیند سے جاگنا - رات کو سونا رات کو جاگ کر نماز پڑھنا - اور تَهَجَّدَ بمعنی رات کو سونا یا بیدار رہنا (منجد) ارشاد باری ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ۔ (۷۹/۱۷) اور بعض حصہ شب میں بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھا کرو - یہ (شب خیزی) تمہارے لیے (سبب) زیادت ہے۔

۲ - مادہ میں ایک حرف کی تبدیلی سے مقید یا مخالف معانی

۱- بَتَرَ اور بَتَكَ : بَتَرَ کا لفظ دم کاٹنے کے لیے مخصوص ہے - اور معنوی لحاظ سے مقطوع النسل یا لاولد کو کہتے ہیں یا جس کا ذکرِ خیر باقی نہ رہے (مف) ارشاد باری ہے:

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (۳/۱۰۸) بے شک تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔

اور بَتَكَ کا لفظ دوسرے اعضاء کاٹنے کے لیے آتا ہے (مف) قرآن میں ہے:

فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ (۱۱۹/۴) تو وہ جانوروں کے کان چیریں گے۔

۲- بَرَزَ اور بَرِحَ : بَرَزَ بمعنی سامنے آنا - کھلے میدان میں نکل آنا کہ دوسرے لوگ دیکھ سکیں. (مف) ارشاد باری ہے:

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ (۲۵۰/۲) جب وُہ لوگ جالوت اور اس کے لشکروں کے سامنے آگئے۔

اور بَرِحَ بمعنی کھلے میدان کو چھوڑنا - کسی مکان سے ہٹنا اور جدا ہونا - زائل ہونا (منجد) اس لفظ پر عموماً لَا اور لَنْ داخل ہوتا ہے - تو یہ کسی جگہ مستقل طور پر ٹھہرنے یا جمے رہنے کے معنی دیتا ہے - اور حَتّٰى سے مشروط ہوتا ہے - قرآن میں ہے:

لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ۔ (۶۰/۱۸) جبتک میں دو دریاؤں کے سنگم پر نہ پہنچ جاؤں ہٹنے کا نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ